

## 219695- کیا والد پر اپنے بچوں کو تحفہ دیتے ہوئے عدل کرنا واجب ہے؟ چاہے بیٹیاں شادی شدہ ہی کیوں نہ ہوں؟

### سوال

میرے والد محترم 13 سال قبل فوت ہوئے اور اس وقت ان پر کچھ قرضہ بھی تھا اور ان کی پر اپنی بھی تھی، میرے دونوں بھائیوں نے مل کر قرض چکایا، میری شادی اور تعلیم کے اخراجات برداشت کیے ہیں۔ میرے والد صاحب نے اپنی زندگی میں دو پر اپنی خریدی تھی اور انہیں میرے کسی ایک بھائی کے نام رجسٹر بھی کروادیا، پھر کسی بار انہوں نے مختلف مواقع پر اس چیز کا واضح اظہار کیا کہ وہ میرے لیے بھی پر اپنی خرید کر میرے نام رجسٹر کروائیں گے، واضح رہے کہ اس وقت میری تمام بہنیں شادی شدہ تھیں، اب ان کا کہنا ہے کہ میرے بھائیوں کا مذکورہ پر اپنی پر کوئی حق نہیں ہے؛ کیونکہ دین میں بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دینے سے منع کیا گیا ہے، تو کیا شادی شدہ بیٹیوں پر بھی مذکورہ حدیث لاگو ہوگی؟

### پسندیدہ جواب

#### اول :

اولاد، اور بیٹیوں کے درمیان وراثت اور تحائف دیتے ہوئے عدل کرنا واجب ہے۔

وراثت کی تقسیم میں عدل واجب ہے، اس لیے ترکے کی تقسیم مکمل طور پر بیٹی پر عدل ہوگی اور اس کا وہی طریقہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے کہ مرد کو دو عورتوں کے برابر ملے گا چاہے یہ عورتیں شادی شدہ ہوں یا نکواری ہوں؛ لہذا شادی کی وجہ سے کسی عورت کو ترکے سے محروم کرنا جائز نہیں ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿يُوْصِيكُمُ اللّٰهُ فِى اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ الْاُنثٰى ۗ لِلرَّجُلِ مِثْلُ النِّسَاءِ ۗ فَاَنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ الْاَهْتِنٰى فَلَهُنَّ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْدِيَهُنَّ نِصْفَ مَا مَلَكَتْ اَيْدِيُهُنَّ ۗ وَآٰتَاكُم مِّنْ اٰبَاؤِكُمْ وَاٰتَاكُم مِّنْ اُمَّهَاتِكُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نِصْفًا ۗ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۱۱﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تاکید می حکم دیتا ہے، مرد کے لیے دو عورتوں کے حصے کے برابر حصہ ہے، پھر اگر وہ دو سے زیادہ عورتیں (بی) ہوں، تو ان کے لیے اس کا دو تہائی حصہ ہے جو اس نے چھوڑا اور اگر ایک عورت ہو تو اس کے لیے نصف ہے۔ اور اس کے ماں باپ کے لیے، ان میں سے ہر ایک کے لیے اس کا پچھٹا حصہ ہے، جو اس نے چھوڑا، اگر اس کی کوئی اولاد ہو۔ پھر اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے، پھر اگر اس کے (ایک سے زیادہ) بھائی بن ہوں تو اس کی ماں کے لیے پچھٹا حصہ ہے، اس وصیت کے بعد جو وہ کر جائے، یا قرض (کے بعد)۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے ان میں سے کون فائدہ پہنچانے میں تم سے زیادہ قریب ہے، یہ اللہ کی طرف سے مقرر شدہ حصے ہیں، بے شک اللہ ہمیشہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔ [النساء: 11]

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا :

"ہمارے ہاں رسم و رواج یہ بنا ہوا ہے کہ عورت کو شادی کے بعد وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے، واضح رہے کہ عورت اپنے حق کا مطالبہ نہیں کرتی، تو آپ کی نظر میں اس حوالے سے کیا شرعی حکم ہے؟

تو انہوں نے جواب میں فرمایا :

شادی وراثت سے محروم نہیں کرتی، یہ رسم و رواج بالکل باطل ہیں، اگر اس عورت کی شادی ہوگئی ہے اور وہ میت کی بہن ہے، یا بیٹی ہے، یا بیوی ہے تو وہ اپنا حق لے سکتی ہے،

چنانچہ اگر کسی مرد کی پانچ بیٹیاں ہوں یا دس بیٹیاں ہوں کچھ کی شادی ہو چکی ہو، اور کچھ ابھی کنواری ہوں تو سب کی سب وراثت میں شریک ہوں گی۔ ایسی ہی کوئی فوت ہو تو اس کے وارثوں میں بہنیں ہیں، یا کسی میت کی والدہ اس کے ورثہ میں ہے اور وہ شادی شدہ ہے تو ہر ایک کو اس کا حق دیا جائے گا، شادی کی وجہ سے وراثت کا حصہ نہیں روکا جائے گا، اس معاملے میں سستی سے کام لینا واضح غلطی ہے، ہاں اگر عورت سمجھدار ہو اور اپنا حصہ اسے دے دے جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی اور کہے کہ: میری شادی ہو چکی ہے اور الحمد للہ مجھے مال کی مزید کوئی ضرورت نہیں ہے، میرا حصہ تم لے لو۔ تو اگر عاقل اور سمجھدار ہو اور پورے اختیار سے اپنی بہنوں سے کہے: میرا حق بھی تم ہی لے لو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن یہ کہ شادی کی وجہ سے اسے بالکل محروم ہی کر دیا جائے تو یہ جائز نہیں ہے۔" ختم شد

فتاویٰ نور علی الدرب " (19/443)